روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۴۴۵

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۱/۷۶ ہفتہ ۲۸ - شعبان ۱۴۱۱ھ، ۱۶ - امان ۱۳۷۰ ہش، ۱۶ - مارچ ۱۹۹۱ء نمبر ۶۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا اقوام متحدہ اس نام کی مستحق ہے؟

"اب یہاں یہ بھی سوال اٹھتا ہے کہ وہ یہی اقوام متحدہ اس نام کی مستحق بھی ہے کہ نہیں۔ جس میں صرف پانچ قوموں کو دنیا کی تقدیر کا فیصلہ کرنے کا حق ہو۔ یعنی وہ مستقل ممبر جن کو ویٹو کرنے کا حق ہے اور اگر سارے عالم کی رائے بھی متفق ہو جائے تو اس ایک ملک کو یہ حق ہو کہ اس رائے کو رد کر دے تو عملاً وہ ایک ملک اس وقت دنیا بن جائے گا۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"عکرمہ کا حال تم نے سنا ہوگا۔ اُحد کی مصیبت کا بانی مبانی یہی تھا اور اس کا باپ ابوجہل تھا۔ لیکن آخر اُسے صحابہ کرامؓ کے نمونوں نے شرمندہ کر دیا۔ میرا مذہب یہ ہے کہ خوارق نے ایسا اثر نہیں کیا جیسا صحابہ کرامؓ کے پاک نمونوں اور تبدیلیوں نے لوگوں کو حیران کیا۔ لوگ حیران ہو گئے کہ ہمارا چچازاد کہاں سے کہاں پہنچا۔ آخر انہوں نے اپنے آپ کو دھوکہ خوردہ سمجھا۔ عکرمہ نے ایک وقت ذاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا اور دوسرے وقت لشکرِ کفار کو درہم برہم کیا۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہؓ نے جو پاک نمونے دکھائے ہیں۔ ہم آج فخر کے ساتھ ان کو دلائل اور آیات کے رنگ میں بیان کر سکتے ہیں۔ چنانچہ عکرمہ ہی کا نمونہ دیکھو کہ کفر کے دنوں کفر، عُجب وغیرہ خصائلِ بد اپنے اندر رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ بس چلے تو اسلام کو دُنیا سے نابُود کر دے مگر جب خدائے تعالیٰ کے فضل نے اس کی دستگیری کی اور وہ مشرف با اسلام ہوا، تو ایسے اخلاق پیدا ہوئے کہ وہ عُجب اور پندار نام تک کو باقی نہ رہا اور فروتنی اور انکسار پیدا ہوا کہ وہ انکسار حجۃ الاسلام ہو گیا۔ اور صداقتِ اسلام کے لئے ایک دلیل ٹھہرا۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۹۴)

سانحہ ارتحال

خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ امۃ الحفیظ شوکت صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب طاہر تیرہ ماہِ حال کو فجر کی نماز کے وقت کئی روز کی بے ہوشی کے بعد وفات پا گئیں ان کے خاوند چوہدری سلطان احمد صاحب طاہر اور ان کے فرزند عزیزم مکرم سلیمان احمد صاحب طاہر ان کا جنازہ لے کر چودہ تاریخ کو صبح کے وقت ربوہ پہنچے۔

مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں جنازہ پڑھایا اور موصیہ ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ تدفین کے بعد مکرم مولانا محمد شریف صاحب استاذ الجامعہ نے دعا کروائی۔

احباب سے درخواست ہے کہ ہمشیرہ محترمہ کی بلندئ درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

نسیم سیفی

میڈیکل ٹیکنیشینز کورسز

اس وقت بہت سے نوجوان میٹرک کی تعلیم حاصل کر کے بے کار پھر رہے ہیں۔ بعض کو عام کالجز بھی ایف اے۔ ایف

باقی صفحہ ۲ پر

کوئی کام ایسا نہیں کہ اگر آپ خدا تعالیٰ کو وہ کام کرتے ہوئے یاد رکھیں تو اس کام میں نقص پیدا ہو جائے۔ یہ ہی کوئی نہیں۔ صرف عادت کی بات ہے۔ عادت ڈالیں اور اللہ تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ پیار کو حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ - اکتوبر ۱۹۷۹ء)

اگر آپ کام کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کو یاد رکھیں تو اس میں نقص پیدا نہیں ہوگا

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک زمیندار آئے باہر کے علاقہ سے۔ کہنے لگے یہ فرض یہ فرض آپ کہتے رہے ہاں۔ کہنے لگا کہ میں سارے فرائض تو ادا کروں گا پر نفل میں نے کوئی نہیں پڑھنا تو جب اُٹھ کے گیا تو آپ نے فرمایا اگر یہ اپنی بات پر قائم رہے کہ سارے فرائض ادا کر دے تو دَخَلَ الْجَنَّۃ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا جو اس کا انعام ہے لیکن جنت کے بلند مقام کا یہ حقدار نہیں بنے گا۔ دوزخ میں نہیں جائے گا وہاں دَخَلَ الْجَنَّۃ میں اظہار اس بات کا ہے کہ پھر یہ دوزخ میں نہیں جاتا۔ خدا نے جو فرائض اس کے لئے ضروری قرار دیئے تھے وہ اس نے پورے کر دیئے لیکن جنہوں نے اس دنیا میں اور آنے والی زندگی میں خدا تعالیٰ کے انتہائی پیار کو حاصل کرنا ہو وہ بغیر کسی بار کے جو محسوس کریں ذکر کی عادت ڈالیں۔ یہ عادت کی بات ہے۔ ذکر جو ہمیں (دین حق) نے سکھایا ہے عادت سے تعلق رکھتا ہے۔

ایک دفعہ، میں نے پہلے بھی بتایا تھا میں کالج میں پرنسپل تھا تو جب امتحان کے پرچے بھجوائے جاتے تھے تو کئی سو دستخط کرنے ہوتے تھے۔ اچھے پندرہ بیس منٹ لگ جاتے تھے ایک کلرک تیز کام کرنے کے لئے میرے پاس کھڑا ورقے الٹتا تھا۔ مجھے خیال آیا میں نے اسے کہا کہ دیکھو میں ساتھ ساتھ تحمید اور تسبیح بھی کرتا ہوں جو آسانی سے سو۔ ڈیڑھ سو دفعہ ہو جاتی ہے۔ دستخط بھی کرتا جاتا ہوں۔ دستخط کرتے وقت (اللہ پاک ہے) کہنا۔ دستخط کرنے میں روک تو نہیں وہ تو مسل (MUSCLE) کی عادت ہے کرتا ہے۔ بڑی تیزی سے میں اپنے دستخط کرتا ہوں تو تم بھی ذکر کرو۔ تم اپنا وقت کیوں ضائع کر رہے ہو۔ تم ورق الٹا رہے ہو۔ ساتھ تسبیح و تحمید پڑھو۔ اب مجھے تعداد یاد نہیں لیکن جس وقت دستخط ختم ہو گئے تو وہ کلرک مجھے کہنے لگا کہ آپ نے عجیب نسخہ بتایا۔ میں اتنی دفعہ (اللہ پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ۔ اللہ پاک اور بڑی عظمت والا ہے) پڑھ چکا ہوں اور وہ بڑا خوش اور ایکسائیٹڈ (EXCITED) تھا۔ اس وقت اس پر کوئی دھیلہ خرچ نہیں آتا۔ ایک منٹ آپ کی زندگی کا زائد خرچ نہیں ہوتا۔ دنیا کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۶ امان ۱۳۷۰ ہش — ۱۶ مارچ ۱۹۹۱ء

زندگی اور موت

حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے ۔ نے اس بات پر بھر پور روشنی ڈالی ہے کہ انسان کو اس کی موت کا قبل از وقت کیوں پتہ نہیں دیا جاتا۔ ایسا کیوں نہیں ہے کہ انسان کو پہلے سے بتا دیا جائے کہ اسے کب تک زندہ رہنا ہے اور کب اس کا آخری وقت آجائے گا اور کب اسے اس دُنیا کو چھوڑ دینا ہو گا۔ اگر انسان کو واقعی اس بات کا پتہ چل جائے تو ساری دُنیا کی ترقی رُک جائے ہر شخص ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے کہ میں نے تو فلاں وقت تک یہاں رہنا ہے مجھے کیا۔ نہ وہ اپنے لئے کچھ کرے اور نہ دوسروں کے لئے۔

لیکن انسانوں کو اس علم کے نہ ہونے کے باعث کہ انہوں نے کب تک اس دُنیا میں رہنا ہے یہ دیکھتے ہوئے بھی کہ لوگ — بلکہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ — روزانہ اس دُنیا سے کوچ کر رہے ہیں کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ انہیں بھی ایک روز اس دُنیا کو چھوڑ جانا ہے۔ وہ اپنے کام میں لگے رہتے ہیں بلکہ اپنے کام میں اس قدر مصروف رہتے ہیں کہ گویا موت کا خیال تک نہیں آتا۔ دوسروں کو اس دُنیا سے جاتے دیکھ کر افسوس تو ہوتا ہے لیکن لمحاتی طور پر۔ پھر یہ سب کچھ بھول جاتا ہے اور موت کا خیال تک پاس نہیں آتا۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو اس کے سٹیشن کا ٹکٹ تو تھما رکھا ہے لیکن اسے اس بات کا اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ یہ دیکھ لے کہ کس سٹیشن کا نام لکھا ہے۔ جب وہ سٹیشن آجاتا ہے تو وہ خود ہی گاڑی سے اُتر جاتا ہے۔ نہ اس سے پہلے اُتر سکتا ہے اور نہ اس سٹیشن سے آگے جا سکتا ہے۔ اور اس طرح بھی اسے صرف سفر کا ہی خیال رہتا ہے اُترنے کی طرف اس کی توجہ مبذول نہیں ہوتی۔

اگر انسان اپنی موت کو یاد رکھے اور یہ خیال اس کے دل سے محو نہ ہو کہ ایک نہ ایک دن — وہ دن معلوم نہ سہی — اسے یہاں سے چلے جانا ہے تو وہ یقیناً ہر کام کو احسن طریق پر کرنے کی کوشش کرے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہر کام اس طرح کرو گویا یہ تمہارا آخری کام ہے اور یہی وہ طریق ہے جس سے انسان کی زندگی نیکیوں سے معمور ہو سکتی ہے۔

ہر قدم پھونک کر رکھیئے
اپنی ہر بات تول کر کہیئے
ہو نتائج پہ صبح و شام نظر
اور خدا کی امان میں رہیئے

—— ابوالاقبال

سرِ مقتلِ وفا کے حوصلے بھی
محبّت کی سزا بھی ہیں صلے بھی

شکایت بھی کرے شکوے گلے بھی
مگر وہ مُسکرائے بھی ملے بھی

زبانوں پر ہیں خاموشی کے پہرے
درِ جاں پر۔ صدا کے سلسلے بھی

اگر یہ فاصلے ہیں بندگی کے
ہمیں منظور ہیں یہ فاصلے بھی

زمانہ مندمل کر دے گا ان کو
سلے ہوں زخم یا ہوں اَن سلے بھی

کسے فرصت تھی رُک کر دیکھنے کی
یہ غنچے مسکرائے بھی کھلے بھی

ضروری تو نہیں اس طرح ملنا
وہ مل سکتا ہے ہم سے بن ملے بھی

اٹھا کر پھینک تو دوں اس کو مضطرؔ
مگر یہ ہجر کا پتھر ہلے بھی

چوہدری محمد علی

بقیہ: صدا سے آگے

ایس سی / کامرس وغیرہ کے لئے داخلہ نہیں ملتا اور بعض ملازمت کے حصول کے لئے سرگرداں پھر رہے ہیں۔ فی زمانہ ٹیکنیکل تعلیم بہت مفید رہتی ہے ان میں ایک شعبہ میڈیکل ٹیکنیشنز کا ہے۔ یہ بہت ہی مفید اور کارآمد ہے۔ اس سے نہ صرف خدمتِ خلق کے بہترین مواقع میسر آتے ہیں بلکہ ذریعہ معاش بھی بڑا معزز اور صاف ستھرا ہوتا ہے اور ترقی کے بہت سے رستے کھلے ہیں۔ داخلہ کا معیار بھی نسبتاً کم ہے یعنی سی گریڈ میٹریکولیٹ بھی داخلہ لے سکتا ہے۔

اس وقت روزنامہ ڈان مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۹۱ء میں اسلام آباد کے پیرامیڈیکل انسٹیٹیوٹ (پاکستان انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز) میں داخلہ کا نوٹس شائع ہوا ہے۔ درخواستیں داخل کرنے کی تاریخ ۲۱ مارچ ۱۹۹۱ء تک ہے۔ اور ۲۰ روپے نقد یا ۳۰ روپے کا بنک ڈرافٹ بنام پرنسپل بھیج کر فارم اور پراسپیکٹس حاصل کر سکتے

(باقی صفحہ ۷ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات ___ نون ۔ سین

مقبوضہ کشمیر کا معاملہ

مقبوضہ کشمیر میں جو کچھ ہو رہا ہے اس نے دنیا بھر کے ضمیر کو چونکا دیا ہے ۔ خاص طور پر اس لئے بھی کہ اگر عراق اقوام متحدہ کے کسی ریزولیوشن پر عمل درآمد نہ کرے تو فوجیں اس پر چڑھ دوڑیں اور اگر کشمیر کے متعلق اقوام متحدہ کی قراردادوں پر ۴۲ سال سے ہندوستان عمل نہ کر رہا ہو تو آج تک کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگے ۔ یہ بات اب زیادہ دیر تک قابل قبول نہ ہوگی ۔ اور پھر آزادی یا کم از کم ریفرینڈم مانگنے والوں پر اس قسم کے ظلم و تشدد جن سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ کب تک برداشت کیا جائے گا ۔

اب امریکہ میں ایوانِ نمائندگان میں ایک قرارداد پیش کی گئی ہے جس میں صدر بُش اور اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ کشمیر کے متعلق اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد کروایا جائے ۔ جب سے مقبوضہ کشمیر کے عوام نے حالیہ جدوجہد شروع کی ہے ڈان برٹن پُرزور الفاظ میں کہہ رہے ہیں کہ یہ ظلم و ستم بند ہونا چاہیئے ۔ اور کشمیریوں کو یہ حق ملنا چاہیئے کہ وہ خود فیصلہ کر سکیں کہ انہوں نے ہندوستان کی حکومت کے ساتھ رہنا ہے یا اس سے آزادی حاصل کرنی ہے ۔ اگرچہ اس قرارداد پر بحث کے لئے ابھی تک کوئی تاریخ تو مقرر نہیں ہوئی لیکن امید ہے کہ جلد ہی اس پر بحث ہوگی ۔

یہ بھی مطالبہ کیا گیا ہے کہ بھارتی حکومت ذرائع ابلاغ کے کارکنوں کو مقبوضہ کشمیر میں جاکر خود حالات دیکھنے کا موقعہ دے ۔ دریں اثناء ایک خط اقوام متحدہ کی قراردادوں کے متعلق ضروری امور یاد دلانے کے لئے لکھا گیا ہے ۔ یہ خط ایک کشمیری ڈاکٹر غلام نبی فائی جو کشمیری امریکی کونسل میں ایگزیکٹو ڈائریکٹر ہیں نے امریکہ کے قانون سازوں کو لکھا ہے ۔ اس میں کہا گیا ہے کہ ہم کشمیری امریکی محسوس کرتے ہیں کہ وقت کے گذرنے کے ساتھ سچائیاں ختم نہیں ہو جاتیں نہ اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ انصاف کرنے سے انکار کر دیا جائے ۔ اگرچہ یہ دونوں باتیں مزید وقت تو لے سکتی ہیں ۔ لیکن انہیں ختم نہیں کیا جا سکتا ۔ ڈاکٹر فائی نے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ انسانی حقوق کی جو خلاف ورزیاں بھارت کر رہا ہے خاص طور پر کشمیر میں ان کے متعلق آواز اٹھا کر سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے بہت اچھا نمونہ دکھایا ہے ۔ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی سالانہ رپورٹ میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں امید ہے کہ اس رپورٹ کے نتیجے میں امریکہ کے پالیسی ساز اداروں میں ذہنی تبدیلی آئے گی ۔ اور وہ کشمیر میں حالات کو بہتر بنانے کے لئے ہر ضروری امر پر عمل پیرا ہوں گے ۔ جنیوا میں انسانی حقوق کے متعلق ۴۷ ویں اجلاس میں پاکستان کے نمائندے مسٹر ایس ایم ظفر نے حاضرین کی توجہ مقبوضہ کشمیر کے حالات کی طرف دلائی ۔ انہوں نے وضاحت کے ساتھ یہ بات پیش کی کہ اقوام متحدہ کی قراردادیں جو آج سے ۴۰ سال سے بھی زیادہ عرصہ قبل منظور کی گئی تھیں ان پر بھارت نے عمل درآمد نہیں کیا اور اب جبکہ گذشتہ ایک سال سے مقبوضہ کشمیر کے باشندے اپنے حقوق کے حصول کے لئے جدوجہد کرنے لگے ہیں تو ان پر بھارتی حکومت کی طرف سے نہایت شرمناک تشدد کیا جا رہا ہے ۔ آئے دن وہاں سے یہ رپورٹیں ملتی ہیں کہ اندھا دھند فائرنگ سے معصوم شہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے ۔ اس وقت تقریباً ۳ لاکھ فوج کشمیریوں کے جذبۂ حریت کو دبانے کے لئے وہاں ظلم و تشدد کر رہی ہے ۔ تقریباً ۳ ہزار شہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا جا چکا ہے ۔ ان میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں ۔ اور جہاں تک زخمیوں کی تعداد کا تعلق ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے ۔ موجودہ حالات میں شہریوں کے لئے خورد و نوش کی اشیاء کا حاصل کرنا خاصا مشکل ہو رہا ہے ۔ اور بنیادی طبی ضروریات بھی میسر نہیں آرہیں ۔ مسٹر ایس ۔ ایم ۔ ظفر نے اس بات پر زور دیا کہ مقبوضہ کشمیر کے باشندوں کو ان کا حق رائے دہی ملنا چاہیئے ۔ تاکہ وہ خود فیصلہ کر سکیں کہ وہ کیسی حکومت چاہتے ہیں ۔

بھارت میں قومی حکومت؟

اگرچہ وی ۔ پی ۔ سنگھ اور راجیو گاندھی نے تو اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کہی لیکن بھارت کے دیگر سیاست دان کھلم کھلا اس بات پر گفتگو کر رہے ہیں کہ خلیجی جنگ کے اثرات کے پیش نظر دو باتیں ناگزیر ہیں ۔ ایک تو یہ کہ سیاسی طور پر بھارت کو مضبوط ہونا چاہیئے ۔ اور غیر یقینی کی کیفیت ختم ہونی چاہیئے ۔ اور دوسرے یہ کہ اقتصادیات کا بحران زیادہ گہرا نہیں ہونے دینا چاہیئے اور ان دونوں امور کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ وہاں قومی حکومت قائم کی جائے ۔ ان کے خیال میں چندر شیکھر کی حکومت موجودہ حالات پر قابو پانے کے لئے کافی حد تک مضبوط نہیں ہے ۔ صدر راما سوامی وینکٹ رامن نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ قومی مفاد کے پیش نظر اس وقت قومی حکومت تشکیل دی جانی چاہیئے ۔ نجی طور پر انہوں نے سیاست دانوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ ایک قومی حکومت قائم کریں ۔ دراصل یہ بات انہوں نے اس وقت بھی کہی تھی ۔ جب وی پی سنگھ کی حکومت برطرف ہوئی تھی ۔ وہ چندر شیکھر کو وزیر اعظم مقرر کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے تھے ۔ کیونکہ چندر شیکھر نے جنتا دل سے اپنے آپ کو الگ کر لیا تھا اور اس کے نتیجے میں ان کے پاس صرف ۱۰ فیصد لوک سبھا کے اراکین موجود تھے ۔ اور وہ صرف اپنی پارٹی کے بل بوتے پر حکومت نہیں کر سکتے تھے ۔ ان کا خیال ہے کہ انہوں نے جن خیالات کا اظہار کیا تھا ۔ وہ اب بالکل درست ثابت ہو رہے ہیں ۔ اقلیتی حکومت نے اپنے متعلق یہ تاثر دیا ہے کہ وہ اہم معاملات کو سلجھانے کے قابل نہیں ہے ۔ خاص طور پر موجودہ وقت میں جبکہ خلیج کی جنگ کے اثرات بھی ظاہر ہو رہے ہیں ۔ مسٹر راجیو گاندھی جن کے پاس لوک سبھا کے ۲۱۲ اراکین ہیں جبکہ چندر شیکھر کے پاس ۵۴ رہیں وہ بھی چندر شیکھر کی پالیسیوں پر تنقید کرتے ہیں ۔ اگر وہ آج تک چندر شیکھر کی حکومت کی تائید کر رہے ہیں تو یہ انہیں اپنی سیاسی مجبوریوں کی وجہ سے کرنا پڑ رہا ہے ۔ وہ ابھی اپنے ووٹروں کے سامنے جانے کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں پاتے ۔ اس وقت جو سیاسی حالات ہیں ۔ ان میں موجودہ حکومت کا قائم رہنا ملک کے مفاد میں نہیں ۔ تمام سیاسی جماعتیں اس خیال کا اظہار کر رہی ہیں کہ چندر شیکھر کی حکومت اس قابل نہیں کہ حالات پر قابو پائے ۔ اس کا حل ایک تو یہ ہے کہ فوری طور پر انتخاب کروائے جائیں لیکن کوئی پارٹی اس وقت واضح اکثریت حاصل کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتی ۔ وینکٹ رامن کہتے ہیں ۔ کہ مرکز میں ایک پارٹی کا واضح اکثریت رکھنا ایسی بات ہے جس سے ہم محروم ہو گئے ہیں ۔ اس وقت جو اپوزیشن پارٹی ہے ۔ بھارتیہ جنتا پارٹی وہ اس بات کا تقاضا کر رہی ہے کہ جلد از جلد انتخاب ہونا چاہیئے ۔ وہ بھی یہ کہتی ہے اور اس میں وہ صدر کی ہم خیال ہے کہ کسی ایک پارٹی کا واضح طور پر اکثریت حاصل کر کے بھارت پر حکومت کرنا ممکن نہیں ہے ۔ چنانچہ حزب اختلاف کے لیڈر لال کرشن اڈوانی کہتے ہیں کہ اس دلیل کو سامنے رکھ کر انتخابات کو ملتوی کرنا ملک کے مفاد میں نہیں ہے ۔ جہاں تک قومی حکومت کا سوال ہے برل اٹل بہاری باجپائی نے بھی اسی کے متعلق زیادہ تر پراپیگنڈہ کیا ہے ۔ الغرض اس وقت تمام پارٹیوں کا یہ خیال ہے کہ چونکہ کوئی ایک پارٹی اکثریت حاصل کر کے حکومت نہیں کر سکتی اس لئے قومی حکومت تشکیل دی جانی چاہیئے ۔

فلسطینی مسئلہ

تنظیم آزادی فلسطین کے لیڈر یاسر عرفات نے گذشتہ روز ایک انٹرویو میں کہا کہ خلیج کی جنگ نے فلسطین کے مسئلے کو زیادہ اجاگر کر کے پہلے سے بہت زیادہ مضبوط بنا دیا ہے ۔ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ کیا خلیج کی جنگ نے تنظیم آزادی فلسطین کو نقصان پہنچایا ہے تو انہوں نے سپین کے اخبار کو بتایا کہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے ۔ انہوں نے کہا کہ اس جنگ نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ مشرقِ وسطیٰ کا سب سے اہم مسئلہ فلسطینی مسئلہ ہے ۔ انہوں نے مزید کہا کہ امریکہ اور یورپ جنہوں نے صدر صدام حسین کے اس مطالبے کو رد کر دیا تھا ۔ کہ کویت اور فلسطین کے مسئلے کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑا جائے ۔ اور دونوں کو اکٹھا حل کیا جائے ۔ اب اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ مشرق وسطیٰ میں فلسطینی مسئلہ حل کئے بغیر امن قائم نہیں کیا جا سکتا ۔

یاسر عرفات نے یہ بھی کہا کہ وہ یہ بات ہرگز ماننے کے لئے تیار نہیں کہ صدر صدام نے فلسطین کے مسئلے کا اس لئے ذکر کیا تھا کہ وہ عرب ریاستوں کی حمایت حاصل کر سکیں ہمیں ہرگز اس طرح استعمال نہیں کیا گیا انہوں نے امریکہ اور اسرائیل پر الزام لگایا کہ وہ ایک عظیم تر اسرائیل کی تعمیر میں مصروف ہیں اور اس عظیم تر اسرائیل میں لبنان، اردن، شام کا نصف حصہ عراق کا اکثر حصہ اور سعودی عرب کا تیسرا حصہ بھی شامل ہوں گے ۔ انہوں نے کہا کہ خلیج کا جو نیا نقشہ امریکی انتظامیہ نے تیار کیا ہے ۔ وہ یقیناً عظیم تر اسرائیل کا نقشہ ہے ۔ یہ انٹرویو سپین کے اخبار ELMUNDO کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس بات میں کامیاب ہو سکیں گے یا نہیں یہ بالکل الگ مسئلہ ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہئیے کہ عرب ریاستیں اس نقشے کو کبھی منظور نہیں کریں گی۔

انہوں نے مزید کہا کہ اسلامی دنیا اس بات کو کبھی فراموش نہ کر سکے گی کہ امریکہ نے خلیج میں دخل در معقولات کیا تھا۔ یہ در اصل کویت کو بچانے یا آزاد کرانے والی بات نہیں تھی۔ وہ عراق کو تباہ کرنا چاہتے تھے اور یہ بات مسلمان کسی صورت بھی فراموش نہ کر سکیں گے۔

این۔ بی۔ سی۔ ٹیلیویژن پر "میٹ دی پریس" پروگرام میں امریکہ کے جیمز بیکر نے کہا کہ عراق کی شکست کے بعد سب کو اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئیے کہ اس علاقے میں امن قائم کیا جائے۔ ہمیں عرب ریاستوں اور اسرائیل کے لئے امن کی ضرورت ہے۔ اور ہم اس کے لئے کوئی راہ نکال لیں گے۔ ہم نے یہ بھی کوشش کرنی ہے کہ اسرائیلی اور فلسطینی آپس میں گفت و شنید کر سکیں۔ آج کل جیمز بیکر مشرق وسطی کے دس روزہ دورے پر ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے شاہ فہد سے ملاقات کی اور سعودی عرب میں ہی وہ کویت کے امیر سے ملے۔ ان کی بیان کردہ خواہش یہ ہے کہ وہ عربوں اور اسرائیلیوں سے یہ معلوم کر سکیں۔ کہ امن کے قیام کے لئے کیا کچھ کیا جا سکتا ہے۔

جنگ پر مایوسی

(زمینی جنگ شروع ہونے کے بعد لکھا گیا)

خلیج کی جنگ نے بہت سے لوگوں کو مایوس کیا ہے۔ اگرچہ ہوائی حملوں پر بھی دنیا بے چین اور بے قرار تھی لیکن اب جبکہ امریکی اتحادیوں نے زمینی جنگ کا بھی آغاز کر دیا ہے۔ لوگوں کی مایوسی بہت بڑھ گئی ہے۔ اور اس مایوسی میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل اور ان کا سارا سٹاف بھی شامل ہے۔ اقوام متحدہ میں جو لوگ کام کرتے ہیں۔ ان کی بنیادی ڈیوٹی یہ ہوتی ہے کہ وہ دنیا کے لئے بہتر حالات پیدا کر سکیں اور کسی جنگ میں اقوام متحدہ کا ملوث ہو جانا ان کے خیال میں غلط سمت کی طرف قدم اٹھانے والی بات ہے۔ اقوام متحدہ کے بلیٹین "سیکریٹریٹ نیوز" نے ایک خبر کا یوں عنوان لگایا ہے کہ خلیج کے واقعات سے سٹاف حیران رہ گیا ہے۔ اس مضمون میں سٹاف کے اراکین کو یہ کہتے بتایا گیا ہے کہ اقوام متحدہ کو چاہئیے تھا کہ وہ زیادہ زور آور کوشش سے گفت و شنید کر کے معاملے طے کرواتا۔ ان کے خیال میں سیکورٹی کونسل کے مستقل اراکین نے موقعے سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اقوام متحدہ کی اپنی کوئی قوت ارادی نہیں ہے۔ اس سٹاف کے ۵۰۰۔ اراکین نے ایک درخواست پر دستخط کئے ہیں کہ سیکرٹری جنرل پریز جاویر ڈی کوئیار جنگ کو ختم کرنے کا فوری طور پر مطالبہ کریں۔ اس درخواست میں لکھا ہے کہ ہم جو سیکرٹریٹ سٹاف کے ممبر ہیں ہمیں انتہائی طور پر صدمہ ہوا ہے اور ہمیں پریشانی ہے کہ وہاں اس قدر زیادہ حادثات ہو رہے ہیں۔ ہم تو دنیا کی خدمت کے لئے ہیں۔ ہم سب ذمہ دار لوگوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے ہتھیار رکھ دیں۔ اس سیکرٹریٹ نیوز کے ایڈیٹر اور اقوام متحدہ کے حکام کے کئی افراد اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ یہ ادارہ امن قائم کرنے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ اگرچہ بعض اوقات امن کے لئے ہتھیار بھی اٹھانے پڑتے ہیں۔ اور یہی اس میں اور لیگ آف نیشنز جس کا وجود باقی نہیں رہا۔ میں فرق ہے۔ جب سے جنگ شروع ہوئی ہے۔ اقوام متحدہ کو مغربی ممالک کی اظہار رائے کے مطابق خاص حمایت حاصل ہوئی ہے۔ لیکن یہ نہایت تلخ تشہیر بنی ہے۔ نیویارک میں ایک لمبے عرصے تک مخالفت کا سامنا کرنے کے بعد اب ہمارے کندھوں پر ذمہ داری دی جا رہی ہے اور ایسا اس لئے کیا جا رہا ہے کہ ہم اس وقت ایک ایسے کام میں مشغول ہیں جس کی ہم مخالفت کرتے ہیں۔ اس مایوسی کا شکار پیریز ڈی کوئیار بھی ہیں۔ جنہوں نے گفت و شنید کے ذریعے جنگ رد کنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن سیکورٹی کونسل نے ان کی کوششیں اختتام پر پہنچنے نہیں دیں۔ وہ اب کھلم کھلا یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ یہ جنگ اقوام متحدہ کی جنگ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اس ادارے کی کمان میں نہیں لڑی جا رہی۔ اتحادی جو اس وقت بر سر پیکار ہیں وہ سیکرٹری جنرل کے ساتھ کسی قسم کا کوئی مشورہ نہیں کرتے۔ جب یہ تنازعہ ختم ہو جائے گا تو امید ہے کہ موجودہ حالات بھی بدل جائیں گے اور اقوام متحدہ ایک دفعہ پھر امن کے قیام کی کوششوں میں مصروف ہو جائے گی۔ اس جنگ کے شروع ہونے سے پہلے اقوام متحدہ کا ایک مرکزی کردار تھا اور جب یہ جنگ ختم ہو جائے گی تو اس کا ایک مرکزی کردار سامنے آجائے گا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اسے اپنی قدر و قیمت جتانے کا بہت بڑا موقعہ حاصل ہوگا۔

صدام اور تاوان

یہ بات تو شروع ہی سے ظاہر و باہر ہے کہ امریکہ کا ارادہ صرف کویت کو آزاد کرانا نہیں بلکہ اس سے بہت آگے جانا اس کے ارادوں میں شامل ہے لیکن چونکہ اقوام متحدہ کی قرار دادیں صرف اتنی ہی اجازت دیتی ہیں کہ کویت کو آزاد کروایا جائے اس لئے امریکہ نے اپنے ارادوں کا کھل کر اظہار نہیں کیا تھا۔ ان کے اتحادیوں میں وہ عرب ممالک جو عراق کے خلاف ہیں بہت زیادہ خاموشی سے کام لیتے رہے ہیں اور سعودی عرب نے تو ان باتوں کو بالکل ہی نجی رکھا ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ شامی اور مصری کھل کر یا بلا واسطہ مغربی ساتھیوں کی اس بات میں مخالفت کرتے رہے ہیں کہ وہ اپنے ارادوں کو قرار دادوں سے بہت آگے لے جانے کی خواہش رکھتے ہیں۔

جونہی عراق کسی حد تک اپنی پوزیشن سے پیچھے ہٹا ہے اتحادیوں نے خاص طور پر امریکہ نے اس بات کا اظہار شروع کر دیا ہے کہ عراق کی موجودہ کیفیت کو بدلنا پڑے گا۔ سب سے بڑی مشکل جو ان لوگوں کی راہ میں حائل رہی ہے وہ یہ ہے کہ صدام نے کویت خالی کرنے کو اسرائیلیوں کے قبضے میں جو فلسطینی حصہ ہے سے خالی کرنا منسلک کیا ہے اس کے خیال میں جب تک یہ دونوں تنازعے طے نہ کئے جائیں کوئی ایک تنازعہ طے نہیں ہو سکے گا۔ اگرچہ اب جبکہ عراق نے کویت خالی کرنے کا وعدہ کر لیا ہے اور اب خالی کر دیا ہے فلسطینی مقبوضہ علاقوں کی آزادی کا ادعا مدھم پڑ گیا ہے۔ اب عرب اقوام بھی یہ سمجھنے لگی ہیں کہ اتحادیوں کے پیش نظر کویت کا خالی کرانا نہیں بلکہ صدام کا خاتمہ کرنا ہے۔ اس پر یہ زور دینا کہ وہ اقوام متحدہ کی تمام قرار دادوں کو پوری طرح قبول کرے اور ان پر عمل کرے اتحادیوں کے پاس یہ ایک بہانہ ہے جس سے وہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ دل کی بات تو خدا ہی جانتا ہے۔ لیکن مبصرین کا کہنا ہے کہ صرف مغربی طاقتیں نہیں بلکہ اتحاد میں جو عرب شریک ہیں انہیں بھی اس بات کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ جنگ کے باوجود صدام اپنے اقتدار پر قائم رہیں اور اپنی طاقت کو پھر از سر نو اسی حالت میں لے آئیں جس میں وہ پہلے تھی۔ سب سے پہلے شاہ فہد نے اس بات کا اظہار کیا ہے انہوں نے مسلمان دانش وروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ خواہش ہے کہ صدام کا خاتمہ ہو اس کے اصولوں کا خاتمہ اور اس جیسے لوگوں کا خاتمہ ہو۔ شاہ فہد نے اس بات پر بھی زور دیا کہ ظالم کو تاوان دینا چاہئیے لیکن حقیقت یہ ہے کہ خلیج کے سربراہان تاوان کے سلسلے میں زیادہ سنجیدہ نہیں ہو سکتے۔ وہ جانتے ہیں کہ صدام نے کویت پر اس لئے حملہ کیا تھا کہ وہ اپنے لٹے پٹے خزانے کو پھر بھر لے۔ اور کہ اب اس کے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں بچے گا۔ اور جس کے پاس ہے ہی کچھ نہیں۔ اس سے تاوان کا مطالبہ کرنا سنجیدگی کی علامت نہیں ہوگی۔ ایک طرف تو وہ یہ کہیں کہ ہم نے صدام کی طاقت کو ختم کر دیا ہے اور دوسری طرف اس سے جنگ کا تاوان مانگیں یہ دونوں باتیں ظاہر و باہر تضاد کا شکار ہیں۔

بنگوشی۔ وکیل

جاپان میں وکیل کو بنگوشی کہتے ہیں اور اس وقت امریکہ اور جاپان میں بنگوشی کے کاروبار کے سلسلے میں ایک جھگڑا چل رہا ہے۔ وہ جھگڑا یہ ہے کہ اگرچہ ۱۹۸۷ء سے بیرونی ممالک کے وکلاء کو جاپان میں پریکٹس کی اجازت تو ہے اور اس وقت ۸۰ ایسے وکلاء موجود ہیں جن کا تعلق امریکہ یا انگلستان سے ہے اور وہ امریکہ اور انگلستان کی بڑی بڑی فرموں کی نمائندگی کرتے ہیں لیکن انہیں اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ کسی جاپانی وکیل کی خدمات حاصل کر سکیں۔ یا جاپانی وکلاء کی کسی فرم میں شریک کار بن سکیں۔ جاپان کی وزارت انصاف کا کہنا ہے کہ اگر بیرونی ممالک کے وکلاء کو ان باتوں کی اجازت دے دی جائے تو ہمیں ڈر ہے کہ جاپان میں بیرونی ممالک کے وکلاء کا اثر ضرورت سے زیادہ بڑھ جائے گا۔ اگرچہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اجازت اس لئے نہیں دی جا رہی کہ جاپان کو خطرہ ہے کہ یہ وکلاء امریکہ کی طرح جاپان کو بھی ایک جھگڑالو ملک بنا دیں گے۔ اس وقت جاپان میں ۱۴۰۰۰ جاپانی وکیل ہیں۔ جن کی آبادی کی نسبت سے یہ شرح بنتی ہے کہ ہر ۹ ہزار افراد کے لئے ایک وکیل ہے۔ جبکہ امریکہ میں ہر ۲۲۰ افراد کے لئے ایک وکیل موجود ہے۔ امریکہ کی یہ خواہش ہے کہ بیرونی ممالک کے وکلاء کو اس بات کی اجازت ملنی چاہئیے کہ اگر وہ چاہیں تو کسی جاپانی وکیل کی خدمات حاصل کر سکیں یا کسی جاپانی وکلاء کی فرم کے شریک کار بن سکیں۔ امریکہ کا کہنا ہے کہ ہمارے وکلاء کو جاپان میں

باقی ص۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

تسلسل کے لئے دیکھیں الفضل ۱ فروری ۱۹۹۱ء

"عورتیں اور بچے صبح کے چار، پانچ بجے ٹرکوں پر سوار ہونے کے لئے گھروں سے نکل کر مقررہ جگہوں پر جمع ہونے شروع ہو جاتے اور پناہ گزینوں کے بے پناہ ہجوم کی وجہ سے بڑی مشکلوں سے منتظمین جن میں زیادہ تر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے) کے خاندان کے صاحبزادگان ہوتے سوار کرا سکتے۔ ابتدائی ایام میں دھوپ میں کافی حدت تھی۔ جب عورتیں بچے ٹرکوں میں کھچا کھچ بھر جاتے تو پھر ٹرک ملٹری کے احکام کے انتظار میں دھوپ میں کھڑے رہتے۔ آخر خدا خدا کر کے چلتے تو تلاشی کی خاطر ریلوے لائن کے قریب کھلے میدان میں ان کو روک دیا جاتا پھر اس بری طرح ایک ایک چیز کو کھولا اور بکھیرا جاتا کہ باقی بچی کھچی اشیاء کا سمیٹنا بھی سخت مشکل ہو جاتا خاص کر اس لئے کہ عام طور پر صرف مستورات اور بچے جا رہے ہوتے مرد ان کے ساتھ نہ ہوتے۔ اس طرح اس قدر دیر ہو جاتی کہ قافلہ روانہ نہ ہو سکتا اور اسی جگہ عورتوں اور بچوں کو ایسی حالت میں رات گزارنی پڑتی جبکہ ایک طرف غنڈے سکھوں و ملٹری و پولیس سے شدید خطرہ میں گھرے ہوتے اور دوسری طرف بھوک پیاس اور دن بھر کی کوفت سے نڈھال ہو رہے ہوتے۔ اس قسم کے دو قافلے مجھے اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہمارے نوجوانوں نے ان گرفتاران مصیبت کو کھانا اور پانی پہنچانے کی پوری کوشش کی اور خدا تعالیٰ نے خاص فضل یہ کیا کہ ان دونوں قافلوں کے ساتھ مسلمان ملٹری جن میں ہمارے احمدی نوجوان بھی شامل تھے کافی تعداد میں کافی اسلحہ کے ساتھ موجود تھے اور انہوں نے حفاظت کا پورا پورا حق ادا کیا آخری قافلہ جس میں ہزاروں عورتیں اور بچے شامل تھے بہت بڑا قافلہ تھا۔ اور انچارج ایک نہایت فرض شناس افسر تھا اس کے قافلہ کے دس ٹرک غیر مسلم پناہ گزینوں کو گورداسپور لے کر گئے تھے۔ اور ان کو حکم تھا کہ گورداسپور سے خالی ٹرک لے کر بڑے کنوائے کے ساتھ قادیان آ ملیں۔ تاکہ ان پر بھی قادیان سے عورتوں اور بچوں کو سوار کرایا جائے۔ لیکن جب ٹرک وقت مقررہ کے بعد بھی قادیان نہ پہنچے تو مذکورہ بالا فرض شناس انگریز خود جیپ کار پر سوار ہو کر گورداسپور گیا اور وہاں سے خالی ٹرک ساتھ لے کر قادیان پہنچا۔ معلوم ہوا کہ گورداسپور کے افسر خالی ٹرک واپس نہیں آنے دیتے تھے۔ بلکہ وہاں سے ہی لوگوں کو سوار کر کے بھیجنا چاہتے تھے۔ مگر اس انگریز افسر کی کوشش کامیاب ہوئی اور وہ اپنے ساتھ خالی ٹرک لے کر قادیان پہنچا۔ اور ان پر عورتوں اور بچوں کو دوسرے دن سوار کرایا۔ قادیان کے حالات چونکہ اسے بھی بے حد خطرناک نظر آ رہے تھے۔ ہر طرف تباہی و بربادی پھیلی ہوئی تھی۔ سکھوں کے مسلح جتھے ادھر ادھر منڈلا رہے تھے۔ ملٹری اور پولیس بھی قابل اعتبار نظر نہ آتی تھی۔ اس لئے اس نے ضروری سمجھا کہ ہزاروں عورتیں اور بچے جن کی حفاظت کا فرض اس پر عائد ہو چکا ہے ان کی حفاظت اور سلامتی کے لئے ہر ممکن کوشش اور انتظام کرے اور کہنا پڑتا ہے کہ جہاں تک ظاہری کوشش اور سامان کا تعلق ہے اس نے نہایت ہوشیاری اور عقلمندی سے یہ فرض ادا کیا۔ ۱۰۰ کے قریب ملٹری ٹرک تھے جن کو دائرہ کی شکل میں کھڑا کر دیا۔ اور اندر کی طرف ہر ایک کی سواریوں کو اتار کر آرام کرنے کے لئے کہہ دیا۔ باہر کی طرف کڑا پہرا قائم کر دیا۔ اس کے علاوہ قریب قریب کے مکانوں پر مضبوط پکٹیں قائم کر دیں۔ افسروں کو نگرانی پر کھڑا کر دیا خود بھی مسلح کار پر چکر لگاتا رہا۔ ملٹری جو قریباً ساری کی ساری احمدی نوجوانوں پر مشتمل تھی۔ بڑے سے بڑے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے ساری رات بالکل تیار رہی۔ اس طرح رات امن اور خیریت سے گزر گئی۔ اور صبح کو قافلہ روانہ ہو گیا۔ یہ اس قافلہ کا ذکر ہے جس میں قادیان کی تمام عورتیں اور بچے آخری بار روانہ ہو گئے۔ اس سے قبل پرائیویٹ لاریوں کا ایک اور کنوائے ملٹری کی حفاظت میں اس وقت پہنچا تھا جب کہ ابھی قادیان رہنے والوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالا گیا تھا۔ اس پر سوار ہونے والوں پر بھی انتہائی تشدد کیا گیا۔ ابھی وہ کنوائے رکا ہی ہوا تھا کہ اگلے دن صاحبزادہ میجر مرزا داؤد احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی سرکردگی میں چند ملٹری ٹرکوں پر مشتمل ایک اور کنوائے پہنچ گیا۔ جب یہ کنوائے تیار ہو کر اس جگہ پہنچا جہاں ہندوستانی ملٹری تلاشی لیتی تھی تو پہلا کنوائے وہیں رکا پڑا تھا اور ملٹری کی مار دھاڑ کا شکار ہو رہا تھا۔ اس وقت حضرت صاحبزادہ صاحب نے عورتوں اور بچوں کی سہولت کی خاطر اپنے رتبہ اور درجہ کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک ایسا طریق اختیار کیا جو نہایت کامیاب ثابت ہوا۔ اور ان کی زیر حفاظت کنوائے تھوڑی دیر کے بعد ہی روانہ ہو گیا۔ اس وقت موقعہ پر تلاشی لینے والا بڑا افسر موجود نہ تھا وہ گورداسپور گیا ہوا تھا۔ اور انچارج صاحبزادہ صاحب کے مقابلے میں کوئی بہت چھوٹے درجے کا افسر تھا۔ میں نے دیکھا صاحبزادہ صاحب نے بے تکلفانہ گفتگو کرتے ہوئے اپنا بازو اس کی کمر میں ڈال دیا۔ اسے ساتھ لئے ہوئے ادھر ادھر ٹہلنے لگے اور وہ آپ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ آپ کی یہ ادا دیکھ کر میرا دل خوشی اور مسرت سے بھر گیا۔ کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے) کی اولاد ہمارے لئے کیا کیا کوششیں کر رہی ہے۔ چند ہی منٹ بعد آپ کے کنوائے کو بغیر تلاشی لئے روانگی کی اجازت مل گئی اور اس طرح آپ نے حسن تدبر سے خواتین اور بچوں کو بڑی تکلیف سے بچا لیا بجالیکہ آپ سے پہلے آنے والا قافلہ اس دن بھی نہ جا سکا جو اگلے دن روانہ ہوا۔

ٹرکوں میں سوار ہونے کے سلسلے میں عورتوں کو ایک بڑی تکلیف یہ بھی درپیش تھی کہ ہندو ملٹری کا تقریباً ہر سپاہی اور افسر چند ایک بیرونی پناہ گزین مردوں اور عورتوں کو اپنے ساتھ لگائے پھرتا اور ہر ایک ٹرک میں جو پہلے ہی عورتوں اور بچوں سے لبالب بھرا ہوتا۔ نہ صرف عورتوں کو بلکہ مردوں کو بھی زبردستی ٹھونسنا چاہتا۔ اور باوجود بار بار صدائے احتجاج بلند کرنے کے ٹھونس کر ہی رہتا یہ کون لوگ تھے۔ وہی خانماں برباد جو اپنی رہی سہی پونجی ان لٹیروں کی نذر کر دیتے تاکہ جان بچا کر ان کے نرغوں سے نکل سکیں۔ ان ہولناک اور تباہ کن ایام میں جب مشرقی پنجاب کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک لاکھوں مسلمان انتہائی مظالم کا شکار ہو رہے تھے اور سفاکوں کے ظلم و ستم سے بچنے اور اپنے ننگ و ناموس کو بچانے کی کوئی صورت نہ پاتے تھے۔ چنانچہ اب تک لاکھوں ہی موت کے گھاٹ اتر چکے اور لاکھوں ابھی تک مخلصی پانے کا کوئی ذریعہ میسر نہ آنے کی وجہ سے موت کے پنجے میں گرفتار ہیں۔ یہ انتظامات قادیان سے ہزاروں عورتوں اور بچوں کو صحیح سلامت نکال لانے کے انتظامات خواتین کے ننگ و ناموس اور عزت و حرمت کو محفوظ رکھنے کے یہ انتظامات حضرت امام جماعت (الثانی) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دن رات کی ان کوششوں اور مساعی کا ہی نتیجہ ہے جنہیں خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے شرف قبولیت بخشا اور جن کی کامیابی کی مثال جان و مال، عزت و آبرو کی تباہی کے اس غیر معمولی سیلاب میں اور کہیں نہیں مل سکتی۔ اور جب یہ دیکھا جائے کہ ہمارے راستہ میں جس قدر مشکلات حائل تھیں۔ ہمارے مقابلہ میں رکاوٹوں کے جس قدر پہاڑ کھڑے تھے اور ہم بے سرو سامانی کی اس حد کو پہنچے ہوئے تھے اس کی مثال بھی کسی اور جگہ نہیں مل سکتی تو اس کامیابی اور کامرانی کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے حضرت امام جماعت (الثانی) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بے حد و حساب مشکلات اور رکاوٹوں کے دوران میں قادیان کے ہزاروں عورتوں اور مردوں کو قادیان سے نکالنے کا جو انتظام فرمایا وہ اتنا شاندار اور اس قدر کامیاب تھا، کہ اس کی مثال سارے مشرقی پنجاب میں اور کہیں نہیں مل سکتی۔ اس انتظام کی کامیابی کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کی پابندی کرنے والے اور اس کے ماتحت قادیان سے آنے والے ہزارہا نفوس میں سے خطرات اور خدشات سے پُر طویل راستوں میں نہ تو کوئی ایک بھی متنفس ضائع ہوا اور نہ ظالم اور جفاکار سکھوں کے ہاتھوں پڑا حالانکہ راستہ تو الگ رہا خود قادیان میں ہندو فوج ہندو پولیس اور سکھ لٹیروں اور قاتلوں کے جتھوں کی یہ حالت تھی کہ جس کو چاہتے بے دریغ اور بلا وجہ گولیوں کا نشانہ بنا دیتے۔ جسے چاہتے بلا خوف و خطر لوٹ لیتے اور دن دیہاڑے دیہاتی پناہ گزینوں کے مجمع میں گھس کر عورتوں کو اٹھا لے جاتے۔ اور مزاحمت کرنے والوں کو گولیوں یا کرپانوں سے موت کے گھاٹ اتار دیتے۔ ان حالات میں کئی دنوں تک گھری ہوئی جماعت احمدیہ کی ہزاروں عورتوں اور بچوں اور مردوں کو ایک بھی جان کے ضائع یا گم ہونے کے بغیر درندہ صفت دشمنوں کے پنجہ ستم سے نکال کر صحیح سلامت منزل مقصود تک لے جانا کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے۔ میں تو قادیان میں بیٹھا ہوا جوں جوں حضرت امام جماعت (الثانی) ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس انتظام کو اور اس کامیابی کو دیکھتا۔ اس کی مثال ڈھونڈنے سے قاصر ہوتا جاتا میرے دماغ میں موت اور تباہی کے نہایت وسیع طوفان سے انسانوں کو بچا کر محفوظ مقام پر پہنچانے کی بڑی سے بڑی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثال ڈنکرک کے واقعہ کی آئی جبکہ گذشتہ جنگ عظیم کے دوران میں انگریزی اور ہندوستانی بہت بڑی سپاہ اس مقام پر جرمنی کی فوجوں کے گھیرے میں گھر گئی تھیں۔ اور انگریزوں نے اپنی تمام مساعی اس کو نکال کر لے جانے میں صرف کر دی تھی۔ آخر بہت بڑا جانی و مالی نقصان برداشت کر کے جس قدر جانوں کو بھی انگریز بچا کر لے جاتے میں کامیاب ہوئے۔ اسے بہت بڑا کارنامہ سمجھا گیا۔ اور فی الواقعہ یہ بڑا شاندار کارنامہ ہی تھا لیکن میری نگاہ میں قادیان سے بچوں عورتوں اور آخر میں مردوں کو موت کے منہ سے نکال کر لے جانے کا واقعہ اس سے بھی بڑھ کر شاندار اور اہم ہے کسی خوش فہمی کی بناء پر نہیں بلکہ دلائل کی بناء پر سنیئے۔

۱۔ ڈنکرک میں وقتی طور پر بے شک دشمن کو غلبہ حاصل ہو گیا تھا۔ اور اس کی طاقت زیادہ تھی۔ مگر باوجود اس کے مقابلہ میں انگریز بھی بالکل بے دست و پا نہ تھے۔ ان کے پاس بھی جنگ کا ہر قسم کا سامان موجود تھا حتی الامکان انہوں نے استعمال کیا اور اس سے انہیں بچ کر نکلنے میں بڑی مدد ملی لیکن یہاں یہ حالت تھی کہ ادھر تو ہندو اور سکھ ملٹری کے پاس بندوقیں، مشین گنیں، برین گنیں، اور بم تک تھے لیکن ادھر احمدیوں کے پاس لاٹھیاں بھی نہ تھیں اور الفاظ کے اصل مفہوم کے مطابق وہ بالکل خالی ہاتھ تھے۔ پھر وہاں تو نرغے سے نکالنے کے بیسیوں ذرائع ان کے پاس تھے ہر قسم کے جہاز کشتیاں وغیرہ۔ لیکن یہاں اس لحاظ سے بھی کچھ نہ تھا ہماری ذاتی اور سلسلہ کی کاریں اور ٹرک چھین لئے گئے۔ گھوڑے خچریں، گدھے تک سکھ ڈاکو دن دہاڑے جبراً لے گئے۔ باہر سے آئے ہوئے پناہ گزینوں کے لڈوں کے بیل ملٹری اور پولیس بندوقوں کے ذریعے ہتھیا کر لے گئی۔ غرض قادیان میں بسنے والوں کی نقل و حرکت کی معمولی سے معمولی ذرائع کا بھی خاتمہ کر کے انہیں مکمل طور پر نرغہ میں لے لیا گیا۔ ڈنکرک سے انگریزی اور ہندوستانی فوجوں کو نکالنے کا بیڑا ایک عظیم الشان حکومت نے اٹھایا تھا۔ اور یہ انتظام ایک وسیع سلطنت کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن قادیان کی جماعت احمدیہ کے بچوں، عورتوں اور مردوں کو سیلاب بلا سے بچانے کا کام انگلیوں پر گنے جا سکنے والے چند افراد کے کمزور اور نحیف ہاتھوں میں تھا۔ وہاں نرغے سے نکلنے والے جاں باز جنگ جو اور بہادر سپاہی تھے۔ جو جنگ کی صعوبتیں جھیلنے کے عادی اور خطرات میں سے گذرنے کے عادی تھے لیکن یہاں زیادہ تر کمسن حتی کہ دودھ پیتے بچے، پردوں میں رہنے والی خواتین، بیمار اور کمزور عورتیں اور مرد تھے جن کا اس قسم کے مصائب اور مشکلات میں سے گذرنا تو الگ رہا کبھی ان کے خیال میں بھی نہ آیا تھا۔ ڈنکرک سے بچ کر جانے والوں کے لئے ان کا اپنا وطن اور اپنا ملک الفت اور محبت کی گود پھیلائے اور اپنے ہم وطن اور عزیز اسے سر آنکھوں پر بٹھانے کیلئے موجود تھے۔ لیکن قادیان سے سب کچھ لٹا کر آنے والوں کے لئے ایک محدود وقتی جگہ مہیا ہو سکتی تھی۔ وہاں سے نکل کر آنے والوں کے ہر قسم کے آرام و آسائش کے سامان بافراط مہیا تھے۔ لیکن یہاں بیٹھنے تک کے لئے جگہ کا میسر آنا بھی مشکل تھا۔ اور کھانے پینے کے انتظامات میں شدید مشکلات حائل تھیں۔ باوجود ان تمام مشکلات کے حضرت امام جماعت الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمایا کہ تمام کے تمام بچے، تمام کی تمام خواتین اور تمام کے تمام مرد بغیر کسی استثناء کے بخیر و عافیت اس سیل بلا سے نکل آئے راستہ کے تمام خطرات کو کامیابی سے عبور کر کے نکل آئے اور کسی ایک جان کے نقصان کے بغیر ہزاروں انسان نکل آئے۔ حالانکہ وہ مسلسل ایک لمبے عرصہ تک گھروں پر رہتے ہوئے خوف و خطر میں گھرے رہے۔ پھر گھروں سے باہر نکالے جانے کے بعد کئی دنوں تک جان اور آبرو کے خطرہ میں مبتلا رہے۔ دشمنوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ خطرات اور مصائب سے بچ کر نکلنے کے تمام راستے مسدود کر دیں پھر ہزاروں۔ بچوں اور عورتوں کو قادیان کی آخری رات کھلے میدان میں ہندو سکھ ملٹری اور پولیس اور گرد و نواح کے ڈاکو اور لٹیرے سکھوں کے شدید نرغہ میں گذارنی پڑی۔ پھر رستہ کا چپہ چپہ خطرات سے پُر تھا اور جا بجا ظالم اور کمینہ صفت دشمنوں کے مظالم کے نشانات قبروں کی شکل میں موجود تھے لیکن خدا تعالےٰ نے حضرت امام جماعت الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ذریعے جماعت پر اتنا عظیم الشان فضل کیا کہ اس نے ان تمام خوفناک مراحل کو بخیریت عبور کر لیا۔

چندہ کی شرح میں تبدیلی

آئندہ سے اطفال کے چندہ کی شرح میں تبدیلی کی گئی ہے نئی شرح کے مطابق چندہ مجلس ماہانہ پچاس (۵۰) پیسے اور چندہ اجتماع دو روپے سالانہ ہوگا۔ تمام ناظمین اطفال سے گذارش ہے کہ آئندہ سے مندرجہ بالا شرح کے مطابق چندہ کی وصولی کی جائے۔

شیخ نور احمد منیر

کرنل ڈاکٹر خلیفہ تقی الدین صاحب

مکرم کرنل صاحب موصوف اپنی شرافت اور اخلاقِ عالیہ کی وجہ سے جماعت میں ایک مقام رکھتے تھے ان کا نام تقی الدین تھا تو عملی لحاظ سے بھی وہ دیندار اور متقی تھے آپ میرے پڑوسی تھے اور بہترین پڑوسی اور پڑوسی کے آداب اور حقوق کا خیال رکھنے والے تھے۔

مکرم کرنل صاحب موصوف سلسلہ کی مشہور اور ممتاز تاریخی شخصیت حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے صاحبزادے تھے جو کہ سیدنا حضرت بانی جماعت احمدیہ کے ان عظیم قابلِ قدر اور مخلص رفقاء میں سے تھے جن کا ذکر اور تعریف حضور نے اپنے قلمِ مبارک سے کئی کتب اور مکاتیب و ملفوظات میں فرمائی ہے اور آپ کے اخلاص، عقیدت اور خدمات کا ذکر فرمایا ہے جو اپنی ذات میں ایک الگ اور ایمان افروز مضمون ہے حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب نے ابتدائی زمانے میں ہی ۲۲ جنوری ۱۸۹۲ء کو جماعت میں شمولیت فرمائی۔ آپ کو یہ بھی ایک نمایاں امتیاز حاصل ہے کہ آپ کی صاحبزادی حضرت ام ناصر سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ کا نکاح اکتوبر ۱۹۰۲ء میں سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ساتھ اور اگلے سال اکتوبر ۱۹۰۳ء میں تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جبکہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب آگرہ کے میڈیکل کالج میں پروفیسر تھے۔ موصوف کے والد ماجد خلیفہ حمید الدین صاحب انجمن حمایتِ اسلام کے بانیوں میں سے تھے۔

سیدنا حضرت بانی جماعت احمدیہ نے خلیفہ رشید الدین صاحب کا نام اپنے انتہائی مخلص اور چنیدہ رفقاء میں ۱۶۱ نمبر پر تحریر فرمایا ہے۔ اس طرح سے مکرم کرنل ڈاکٹر تقی الدین احمد صاحب کی ظاہری اور باطنی تربیت بڑے ہی مبارک ہاتھوں میں ہوئی ڈاکٹری کے پیشہ سے منسلک ہوئے اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے انگلستان تشریف لے گئے اور اس پیشہ میں آپ نے جہاں بھی قیام کیا عوام و خواص میں مقبول ہوئے۔

کرنل صاحب نے ایک دفعہ مجھے اپنے ہاں مدعو کیا تو اثنائے گفتگو میں آپ نے لاہور کے احمدیہ ہوسٹل کے قدیم طلباء کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے زمانہ قیام میں احمدیہ ہوسٹل میں جو طلباء مقیم تھے وہ سلسلہ اور جماعت کے لئے بہترین اور قابلِ قدر احباب تھے وہ اعلیٰ درجہ کے با اخلاق، دیندار اور تربیت یافتہ اور تہجد گذار تھے۔ اور ان کی دینی تربیت میں براہِ راست امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کا کافی دخل تھا۔ حضور جب کبھی لاہور تشریف لاتے تو احمدیہ ہوسٹل میں قیام فرماتے اور احباب جماعت بھی حضور کی زیارت کے لئے یہاں تشریف لاتے۔ کرنل صاحب بھی ان خوش قسمت احباب میں شامل تھے جنہوں نے ایک عرصہ لاہور کے ہوسٹل میں قیام کیا۔

مکرم کرنل صاحب جن ایام میں ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم کے لئے لندن تشریف لے گئے ان ایام میں لندن میں بیت الفضل کا سنگِ بنیاد رکھا گیا چنانچہ سنگِ بنیاد کے موقع پر جو فوٹو لیا گیا اس میں کرنل صاحب نمایاں ہیں۔ کرنل صاحب نے بتایا کہ مجھے بھی اس بیت کی خدمت کا موقع میسّر آیا۔

کرنل صاحب بہت ہی شریف النفس اور رقیق القلب شخصیت تھے۔ میرے سامنے ان کی غریب پروری کی کئی مثالیں موجود ہیں ایک دفعہ میرے ہاں تشریف لائے۔ فرمایا "شیخ صاحب! یہ میرے مستعمل کپڑے ہیں۔ میرا ملازم ان کو ڈرائی کلین کروا کر آپ کے سپرد کر دے گا۔ یہ کپڑے غریب اور مستحق افراد میں تقسیم کر دیں۔" میں نے دیکھا انتہائی قیمتی کوٹ، اعلیٰ درجے کی سلائی اور بعض کوٹ لندن سے خریدے ہوئے تھے۔ یہ سب قیمتی کپڑے آپ نے مستحقین کے لئے عطا کر دیئے۔ آپ نے شمالی افریقہ میں اقوام متحدہ کے ماتحت بالخصوص لیبیا میں ملیریا کے خلاف کام کیا اور وہاں آپ الدکتور الباکستانی یعنی پاکستانی ڈاکٹر کے نام سے موسوم تھے اور آپ نے ملیریا کے ختم کرنے میں قابلِ قدر خدمات انجام دیں اور عوام سے خراجِ تحسین حاصل کیا۔ وہاں کے باشندے اب تک آپ کو یاد کرتے ہیں۔

مکرم کرنل صاحب نے اپنی ریٹائرمنٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے دارالصدر غربی ربوہ میں بہترین کوٹھی تعمیر کروائی جس کا سنگِ بنیاد سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے رکھا۔ اور فرمایا کہ ماموں کی کوٹھی تو ہمارے گھروں سے بہت دور ہے۔ آپ کی یہ کوٹھی بیت القمر کے سامنے ہے۔ جب آپ لاہور سے تشریف لاتے تو اس کوٹھی میں رہائش رکھتے۔ ان کو بیت سے بہت ہی لگاؤ تھا بعض اوقات آپ لاہور سے ربوہ تشریف لاتے تو کار گیٹ پر ہی چھوڑ کر بیت میں باجماعت نماز ادا کرتے چلے آتے۔ اور نماز کی ادائیگی کے بعد بہت ہی خوشی کا اظہار کرتے اور فرماتے کہ اللہ کا شکر ہے نماز باجماعت کی توفیق مل گئی، فجر کی نماز میں بالعموم بہت پہلے آتے اور پہلی صف میں دائیں طرف بیٹھ کر ذکرِ الٰہی کرتے رہتے۔ لاہور منتقل ہونے سے پہلے وہ کافی کمزور ہو گئے تھے اور میرے کندھے کا سہارا لے کر اپنی کوٹھی کے گیٹ تک پہنچتے۔ گھر میں تلاوت قرآن کریم کثرت سے کیا کرتے۔ بڑے ہی معتدل مزاج اور کم گو تھے۔ بیت القمر کی سفیدی، مرمت بجلی اور پانی کے اخراجات، پنکھوں کے لئے اخراجات دیا کرتے اور اس میں ان کو بہت ہی خوشی ہوتی۔

ایک دفعہ میرا بچہ مظفر احمد بیت القمر کے ٹیوب ویل کے خشک گڑھے میں پال کے ساتھ کھیلتے ہوئے گر گیا اور گرتے ہی بیہوش ہو گیا۔ یہ واقعہ مغرب کی نماز کے بعد ہوا۔ محلہ کے لڑکوں نے شور ڈال دیا کہ مظفر کنوئیں میں گر گیا ہے اور بولتا نہیں۔ مجھے اطلاع ہوئی۔ میں نے فوراً ہی لمبی سیڑھی منگوائی اور ٹارچ سے اس کے چہرے پر روشنی ڈالی اور اس کو آوازیں دیں اُس نے ہلکی آواز سے جواب دیا، محلہ کے تین نوجوان نیچے اتارے گئے انہوں نے مظفر کو بڑی مشکل سے سیڑھی پر چڑھایا اور جب وہ کنوئیں سے باہر آیا وہ پھر بیہوش ہو گیا۔ میں نے مکرم کرنل صاحب کو اطلاع دی اور وہ فوراً آ گئے اور مظفر کے تمام جوڑوں کو انہوں نے پورے زور سے ٹٹولا اس کے کندھوں، گھٹنوں اور گردن کو دیکھا۔ اس نے کمر پر درد کا اظہار کیا ڈاکٹر صاحب نے اسپرین کی تین گولیاں اس کو دیں اور کہا کہ بظاہر فریکچر نہیں ہے۔ مگر یہ پٹھوں کو چوٹ لگی ہے اپنی کار میں فضل عمر ہسپتال لے گئے اور اس کے مختلف ایکسرے کروائے اور تسلی ہونے پر عزیز کو واپس گھر لے آئے مجھے

آج تک ان کا یہ احسان نہیں بھولتا اور صبح ہوتے ہی عزیز کی نیند کے متعلق پوچھا اور کہا کہ یہ درد اکیس (۲۱) دن رہے گی۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔

کرنل ڈاکٹر تقی الدین بلند اخلاق کے حامل تھے اور اسم بامسمیٰ تھے اور شرافت کا مجسمہ تھے۔

اے خدا بر تربتِ او ابرِ رحمت ہا ببار

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا:- محترمہ ممتازہ ظفر اللہ صاحبہ (مری) مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم عبدالمجید صاحب عرف شیدا مشین مین نصرت آرٹ پریس کئی دنوں سے گردوں کی تکلیف سے بیمار ہیں۔ صحت بہت کمزور ہو گئی ہے

○ مکرم شیخ حفیظ احمد صاحب تنویر سیکرٹری مال حلقہ کریم نگر فیصل آباد کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اپریشن کی پیچیدگیوں کی وجہ سے زچہ کی صحت خراب ہے۔

احباب ان سب کی صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کریں۔

اعلان گمشدگی:- مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۹۱ء کو جامعہ نصرت برائے خواتین سے دارالصدر شمالی (ا) کے راستے میں ایک رسٹ واچ (CASIO) جو سفید رنگ کی تھی۔ گر گئی ہے۔ اگر کسی صاحب کو ملے تو از راہِ مہربانی دفتر صدر عمومی یا مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچا دیں۔

۵/۶ دارالصدر شمالی ب، ربوہ

بازیافتہ انگوٹھیاں دفتر صدر عمومی میں دو عدد گمشدہ انگوٹھیاں ملی ہیں۔ جس کسی کی ہوں وہ دفتر صدر عمومی سے حاصل کر لیں۔

صدر عمومی
لوکل انجمن احمدیہ ربوہ

سانحہ ارتحال:- محترمہ محمد بی بی صاحبہ اہلیہ چوہدری شکر دین صاحب آف گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۹۱ء کو مختصر سی بیماری کے بعد بمقام چک ۱۸۴/۷ آر ضلع بہاولنگر وفات پا گئی ہیں۔ موصوفہ کو احمدیہ قبرستان گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں دفن کیا گیا۔ آپ مکرم منیر احمد صاحب بسمل مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پھوپھی تھیں۔

احباب ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

بقیہ صفحہ ۲ سے آگے

ہیں۔ فہرست میں شامل ہو جانے والوں کو ٹیسٹ اور انٹرویو کے لئے بلایا جائے گا۔ امیدوار کی عمر ۲۲ سال سے زائد نہیں ہونی چاہیئے۔ میٹرک میں سی گریڈ لینے والا درخواست دے سکتا ہے۔

جو امیدوار میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں کم از کم ۳ سالہ تجربہ رکھتے ہوں وہ بھی داخلہ لے سکتے ہیں ان کی درخواستیں بواسطہ محکمہ آنی چاہئیں۔ ان کے لئے عمر کی حد ۳۰ سال ہے۔ ان کے نصف سیٹیں ریزرو رکھی گئی ہیں۔

مدت کورس دو سال ہے۔ تکمیل پر سرٹیفیکیٹ جاری کیا جائے گا جو متعلقہ میڈیکل ٹیکنالوجی میں انٹرمیڈیٹ کے برابر ہوگا۔

اسلام آباد اور راولپنڈی کے تمام امیدواروں کے سوا باقی سب کو ہوسٹل میں قیام کرنا ضروری ہوگا۔ مندرجہ ذیل کورسز میں داخلہ لے سکتے ہیں:۔

میڈیکل لیبارٹری ٹیکنیشین، ایکسرے ٹیکنیشین، آپریشن تھیٹر ٹیکنیشین، آپتھیلمالوجی ٹیکنیشین، ہاسپیٹل ڈائیٹ ٹیکنیشین، ڈینٹل ہائی جینیسٹ۔

(مبارک مصلح الدین احمد)

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

فرموں کے جھگڑوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وہ تو صرف بیرونی ممالک کی کمپنیوں کو مشورہ دینے کے لئے وہاں موجود ہیں۔ اور اسی لئے امریکہ کے خیال میں وکلاء کو اس بات کی اجازت کا نہ ہونا اس بات کے مترادف ہے کہ کسی تجارت پر پابندی لگا دی جائے۔ کیونکہ امریکیوں کو اسی بات کی ممانعت (پابندی) ہے کہ وہ جاپانی فرموں کو کوئی مشورہ دیں۔

ایک امریکی وکیل کا کہنا ہے کہ موجودہ قوانین کے مطابق بیرونی فرمیں صرف جاپانی فرموں کی اس صورت میں مدد کر سکتی ہیں کہ معاملہ ملک سے باہر جانے کا ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں اس بات کی اجازت دی جائے کہ بنگوشی یعنی مقامی وکیل کی خدمات حاصل کی جا سکیں تاکہ درآمدی کاروبار میں ان کے مشورے شامل ہوں۔

اگرچہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیرونی ممالک کے وکلاء جو ٹوکیو میں کام کرتے ہیں وہ کسی قسم کی پابندی کو محسوس نہیں کرتے۔ وہ ہر کیس میں الگ الگ بنگوشی کے ساتھ کام کرتے ہیں یعنی جب بھی ان کے مؤکل کو جاپانی قانون کے متعلق مشورے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ تو کسی جاپانی وکیل سے گفت و شنید کر کے معلومات حاصل کر لیتے ہیں۔ بعض امریکی وکلاء کا یہ خیال ہے کہ بیرونی ممالک کے وکلاء پر جو پابندی لگی ہوئی ہے اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ ان کا اور مقامی وکلاء کا آپس میں ضرورت سے زیادہ مقابلہ بڑھ نہ جائے۔ ایک فرم MILIBANK کے پاس اس وقت ۴۰۰ وکیل ہیں اور یہ اس تعداد سے دس گنا زیادہ ہے جو کسی بھی بڑی سے بڑی جاپانی فرم کے پاس موجود ہیں۔ یعنی بیرونی ممالک کی کمپنیاں زیادہ وکلاء کی خدمات حاصل کرتی ہیں۔ بہ نسبت مقامی کمپنیوں کے۔ اور جاپانی وکلاء کا خیال ہے کہ اگر ان کے ہاں بھی زیادہ وکلاء کی خدمات حاصل کی جانی لگیں تو مقابلہ بھی مشکل ہو جائے گا۔ اور آمد بھی کم ہو جائے گی۔ جاپان میں عام طور پر ہر سال ۵۰۰ وکیل سند حاصل کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہاں بنگوشی کی کل تعداد ہمیشہ کم رہی ہے۔ جاپان میں بنگوشی یعنی وکیل کو خاصا عزت کا مقام حاصل ہے۔ لیکن ان کی تنخواہیں کم ہیں خاص طور پر اگر ان کی آمد کا امریکی وکلاء سے مقابلہ کیا جائے۔ جاپانیوں کو اس بات کا بھی ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بیرونی فرمیں مقامی وکلاء کو زیادہ رقوم دے کر اپنی خدمات کے لئے حاصل کر لیں اور اس طرح جاپانی وکلاء کا آپس میں تفاوت بڑھ جائے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمارے پاس تو پہلے ہی بہت کم وکیل ہیں ہم یہ نہیں چاہتے کہ زیادہ تنخواہیں دے کر بیرونی ممالک کی فرمیں ہمارے وکلاء کو اپنے ہاں ملازم رکھ لیں۔ ہم اپنے قانون خود بنانا چاہتے ہیں اور اس قانون پر بھی عمل کرنا ضروری سمجھتے ہیں جس کے خلاف امریکہ نے ذہنی مہم چلائی ہوئی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک وقف زندگی و داخلہ جامعہ احمدیہ سنہ ۱۹۹۱ء

سیدنا حضرت فضل عمر وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"میں جماعت کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاص کا ثبوت دے اور نوجوان زندگیاں وقف کریں۔ ہر احمدی گھر سے ایک نوجوان ضرور اس کام کے لئے پیش کیا جائے۔ مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے ہر سال کم از کم پچاس طالب علم آنے چاہئیں سو ہوں تو بہتر ہے"

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) جامعہ احمدیہ میں طلبہ کی تعداد کو دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جس تعداد میں نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں اور ایک لمبا عرصہ تک تعلیم حاصل کر کے باقاعدہ مربی بنتے ہیں اسے دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہماری ضرورت کے ہزارویں حصہ کو بھی پورا نہیں کر سکتے۔"

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) فرماتے ہیں۔

"آئندہ سو سالوں میں دین حق نے جس کثرت سے ہر جگہ پھیلنا ہے اس کے لئے لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں ایسے واقفین زندگی چاہئیں جو خدا کی راہ میں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہوں۔ ہر طبقۂ زندگی سے کثرت کے ساتھ واقفین زندگی چاہئیں۔ ہر ملک سے واقفین زندگی چاہئیں"

جامعہ احمدیہ میں طلبہ کی تعداد بڑھانے کے لئے مجلس مشاورت سنہ ۱۹۶۱ء کا فیصلہ ہے کہ:۔

"ہر ضلع کی جماعت ۲۵۰ چندہ دہندگان پر کم از کم ایک میٹرک پاس طالب علم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائے۔"

امراء اضلاع/صدران/مربیان و معلمین سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ

براہ مہربانی آپ اپنے حلقہ کے ایسے احمدی نوجوانوں کو جو امسال میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کے امتحان دے رہے ہیں یا دے چکے ہیں وقف زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے تحریک فرمائیں اور اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ طلبہ کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے بھجوانے کی کوشش فرمائیں۔

۲۔ نیز یہ کہ جماعت کے ایسے ذہین ہونہار خدمت دین کا شوق رکھنے والے مخلص نوجوان آئیں جن کے اخراجات کا زیادہ سے زیادہ بوجھ ان کے والدین یا سرپرست خود اٹھا سکیں تو بہتر ہے۔

۳۔ زندگی وقف کرنے اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی خواہش رکھنے والے نوجوانوں کو ہدایت فرمائیں کہ وہ امتحان یا نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ ابھی سے مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی وساطت سے درخواستیں وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو ارسال فرمائیں۔ اس سال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلبہ کا انٹرویو (اللہ نے چاہا تو) میٹرک کے نتیجہ کے بعد ہوگا۔ معین تاریخ کا اعلان بعد میں کر دیا جائے گا لیکن انٹرویو سے پہلے امیدواران کے وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے بارہ میں ضروری کوائف مکمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے درخواستیں وکالت دیوان کو بھجوا دی جائیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

ڈیفنس سوسائٹی میں پہلی بار

ماسٹر واچ کمپنی اینڈ ویڈیو فنکشن

ریکارڈنگ کیلئے تشریف لائیں

گھڑیوں کی سیل اور اعلیٰ سروس

سوئٹزرلینڈ کے سند یافتہ ماہرین

پتہ: **ماسٹر واچ کمپنی برانچ ۲**

5۔ سنی پلازہ مین بولیوارڈ

ڈیفنس سوسائٹی روڈ۔ لاہور

صاحب اولاد

اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کوئی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں

DWARFISHNESS COURSE	۱۰۰/-	چھوٹا قد کورس
BED URINE COURSE	۳۵/-	بول بستری کورس
MITTI CHHOURE COURSE	۲۰/-	مٹی چھوڑ کورس
BABY GROWTH COURSE	۳۰/-	بے بی گروتھ کورس
MARASMAS COURSE	۵۰/-	سوکھا پن کورس
BABY TONIC	۱۰/-	بے بی ٹانک
SLOW DENTITION CURE	۲۰/-	آہستہ دانت نکالنا کیور
IRREGULAR TEETH CURE	۲۰/-	بے ترتیب دانت کیور

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کیلئے معقول کمیشن

تین صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) **کمپنی** رجسٹرڈ **ربوہ** فون نمبر ۶۰۶، ۷۷۱

خبریں

ملکی خبریں

○ ایرانی سفارت کار صادق گنجی کے قتل کے ملزم حق نواز کو پھانسی اور دوسرے سات ملزموں کو عمر قید کی سزا سنا دی گئی ہے۔

○ قومی اسمبلی سے اپوزیشن پی۔ ڈی اے کے اراکین کے بائیکاٹ کا ذکر کرتے ہوئے قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر گوہر ایوب خان نے کہا ہے کہ اپوزیشن پارلیمنٹ کا حسن ہوتی ہے۔ ان کو منانے کے لئے کوئی ان کی طرف نہیں جا رہا اس صورت حال سے پارلیمنٹ بے روح ہو کر رہ گئی ہے

○ وزیر اعظم کے مشیر دفاع مسٹر اجلال حیدر زیدی کی صدر سے ملاقات کے دوران صدر نے فون پر وزیر اعظم سے بات چیت کی۔ مسٹر زیدی کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ انہوں نے کابینہ کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا ہے۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کو ان کے کوٹہ سے زائد ملازمتیں دی جائیں گی۔

○ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے رہنماؤں نے پی ڈی اے سے علیحدگی کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ ان کو سینٹ کے انتخابات میں وعدہ خلافی کا شکوہ ہے۔

○ بجلی کے نرخوں میں ۱۰ سے ۱۵ فیصد اضافے کے لئے واپڈا نے حکومت سے سفارش کر دی ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ امریکہ کے وزیر خارجہ مسٹر جیمز بیکر نے شام کے صدر مسٹر حافظ الاسد سے ملاقات کی اور امریکی وزیر خارجہ کو بتایا کہ مشرق وسطیٰ کا دیرپا حل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اسرائیل تمام مقبوضہ عرب علاقے خالی نہیں کرتا اور فلسطینیوں کو ان کے حقوق نہیں دے دیتا۔ انہوں نے بین الاقوامی امن کانفرنس کے انعقاد اور سلامتی کونسل کی قرار دادوں پر عمل درآمد کا مطالبہ کیا۔

○ امریکہ کے صدر بش نے کہا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں امن کے جتنے امکانات آج روشن ہیں اس سے پہلے کبھی نہیں تھے انہوں نے کہا کہ وزیر خارجہ مسٹر بیکر سے ان کا قریبی رابطہ ہے اور ان کے عرب لیڈروں سے مذاکرات انتہائی مثبت ماحول میں ہو رہے ہیں۔

○ امریکی صدر نے عراق میں گڑبڑ پر تشویش کا اظہار کیا ہے مگر کہا ہے کہ جب تک عراق میں صدر صدام برسر اقتدار ہیں عراق سے تعلقات معمول پر نہیں آ سکتے۔

○ عراق کے شمال اور جنوب مشرقی عراق میں سرکاری فوجیوں اور باغیوں کے درمیان لڑائی کی خبریں ملی ہیں۔ عراقی باغیوں نے بصرہ پر کنٹرول حاصل کر رکھا ہے۔ عراقی اپوزیشن کا تین روزہ اجلاس بیروت میں ختم ہو گیا۔ اس اجلاس میں شامل ۲۰ گروپوں نے ایک مشترکہ عبوری حکومت کے قیام پر اتفاق کیا ہے۔

○ یوگوسلاویہ کے دارالحکومت بلغراد میں ہزاروں افراد نے کمیونسٹ حکومت کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا۔